مدینۃ المسیح

شملہ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اچھی ہے اور حضور تفسیر القرآن کے اہم کام کے علاوہ دیگر امور کی سرانجام دہی میں بے حد مصروف ہیں:۔

برادر محترم قاضی محمد علی صاحب کے مقدمہ میں ابھی استغاثہ کی شہادت ختم نہیں ہوئی۔ یکم ستمبر کو پھر پیشی ہے۔ احباب اپنے بھائی کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وہ بفضل خدا ہر طرح خوش و خرم ہیں لوکل انجمن کے مقامی کارکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک چندۂ خاص اور چندۂ جلسہ سالانہ کے متعلق سرگرمی دکھا رہے ہیں

مسٹر ایم سلیمان جو جج حکومت کی طرف سے وائس کونسل چنیدہ ہیں ۲۷ اگست قادیان تشریف لائے۔ اور ۲۸ اگست حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے شملہ تشریف لے گئے:۔

دوسری فہرست میں نام لکھانے سے محروم نہ رہنا چاہیئے

چندۂ خاص اور چندۂ جلسہ سالانہ مقررہ میعاد میں ادا کیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کے لئے جو تحریک فرمائی ہے۔ اس میں ان جماعتوں کا جنہوں نے اپنا سارا ہی بجٹ پورا کر دیا۔ حضور نے صرف خصوصیت سے نام بنام ذکر فرمایا۔ اور ان کے لئے خاص طور پر دعا کی ہے۔ بلکہ انہیں چندہ خاص کی ادائگی سے بھی مستثنےٰ فرما دیا ہے۔ عام حالات میں کسی کے کسی کام میں شمولیت سے علیحدہ رہنا کسی مومن کے لئے خوشی اور مسرت کا باعث نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں۔ جن جماعتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے چندہ خاص سے مستثنےٰ فرمایا ہے۔ ان کے لئے یہ باعث صد فخر و مباہات ہے۔ کیونکہ یہ استثناء ان کی کسی کوتاہی اور سستی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے میں سبقت اختیار کرنے اور اپنے فرض کی ادائگی میں پوری سرگرمی دکھانے کی وجہ سے ہے۔ نیز اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ جس امر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو دوسری جماعتوں کے لئے خاص اعلان کرتے ہوئے یہاں تک لکھنا پڑا۔ کہ "یہ امر ایک زندہ قوم کے لئے نہایت قابل افسوس ہے۔"

اسے ان جماعتوں نے پہلے ہی خود بخود سرانجام دے کر حضور کی خوشنودی حاصل کر لی ؛

پس وہ جماعتیں قابل مبارکباد ہیں۔ جن کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اعلان میں نام بنام فرمایا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جن جماعتوں نے اپنے آپ کو اس فہرست میں درج ہونے کے قابل نہیں بنایا۔ ان کے لئے بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ اور سخت حیرت ہے۔ کہ قادیان کی لوکل جماعت بھی اسی ذیل میں ہے۔ ایسی جماعتوں کی کوتاہی کے ازالہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ خاص کی تحریک فرمائی ہے۔ اب ان کا فرض ہے۔ کہ اس میں پوری سرگرمی سے حصہ لیں۔ اور ذرہ بھر بھی سستی نہ دکھائیں۔ تا نوماہی بجٹ پورا کرنے والی جماعتوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرا سکیں۔ ورنہ حضرت اقدس کا حسب ذیل ارشاد نوٹ کر لیں ؛

"اگر بقیہ جماعتوں نے اپنے اپنے بجٹ باقاعدہ بنانے اور باقاعدہ پورا کرنے کی کوشش نہ کی۔ تو میں بقیہ چندہ خاص کا اعلان فروری میں کرنے پر مجبور ہونگا۔ اور یہ چندہ خاص ان جماعتوں سے وصول کیا جائیگا۔ جو اپنے نوماہی بجٹ کو پورا کرنے میں کوتاہی کریں گی"۔

گویا بجٹ تو ہر جماعت سے ضرور پورا کرایا جائے گا۔ لیکن جو درجہ پہلی یا پھر دوسری فہرست میں نام درج کرانے والوں کا ہے۔ وہ تیسری میں کہاں۔ پس کسی جماعت کو چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک میں مقررہ رقم مقررہ میعاد میں ادا کرنے سے کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ جو ماہ ستمبر اور اکتوبر میں اٹھارہ اٹھارہ فیصدی اپنی آمد پر ادا کرنا ہے ؛

اسمبلی اور کونسل کے احمدی ووٹروں کے لئے اعلان

تمام احمدی ووٹران اسمبلی و کونسل کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مندرجہ ذیل اصحاب کو ان کے متعلقہ حلقوں میں ووٹ دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ امید ہے۔ تمام اصحاب ان کی امداد کے لئے کوشاں رہیں گے ؛

(۱) نواب میجر طالب مہدی خاں صاحب اسمبلی۔ راولپنڈی، جہلم، گجرات

(۲) میاں محمد شاہ نواز صاحب بیرسٹر۔ اسمبلی۔ لائلپور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ ؛

(۳) سردار حبیب اللہ خان صاحب خان بہادر۔ پنجاب کونسل ؛

(۴) شیخ دین محمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور۔ پنجاب کونسل۔ قصباتی حلقہ جالندھر، ہوشیارپور، گورداسپور، بٹالہ، فیروزپور، فاضلکا، قصور، گوجرانوالہ، وزیرآباد، شیخوپورہ، سیالکوٹ ؛

(۵) ملک محمد دین صاحب بیرسٹر شہر لاہور۔ پنجاب کونسل (۶) چوہدری

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

شاہ افغانستان کی رعایا پروری

معاصر "اصلاح" کابل کا بیان ہے۔ کہ جن دنوں مرض ہیضہ کابل میں کثرت سے پھیل رہا تھا۔ شاہ افغانستان ملکی و فوجی شفاخانہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے شفاخانہ کے ہر مریض سے فرداً فرداً مزاج پرسی کی۔ مریضوں کی حالت سے آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں۔ بالآخر آپ نے تمام مریضوں کی صحتیابی کے لئے دعا کرتے ہوئے دس ہزار روپیہ ملکی شفاخانہ کے لئے اور بیس ہزار روپیہ عسکری شفاخانہ کے لئے عنایت فرمایا ؛

عراق اور برطانیہ کے تعلقات

شاہ فیصل نے رائٹر کے نمائندے سے اپنی ایک ملاقات کے دوران میں اس امر کا ذکر کیا۔ کہ اب برطانیہ اور عراق کے درمیان خفیف سا اختلاف بھی باقی نہیں رہا ؛

کردوں کا سرغنہ قتل کر دیا گیا

ایران نے کردوں کے مقابلہ میں ٹرکی کی عملی امداد کا ثبوت یہ بہم پہونچایا ہے۔ کہ ایرانی افواج نے کردوں کے نامی سرغنہ اسمٰعیل عصمت فو کو گرفتار کر کے قتل کر دیا ہے۔ یہ شخص ایرانی سرحد پر ترکی افواج کو بہت دق کیا کرتا تھا ؛

کابل میں معادن نمک کی دریافت

ادارہ معادن کی ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ کارکنان ادارہ کی کوشش سے نمک کے دو جدید معادن دریافت ہوئے ہیں۔ حکومت عنقریب ان معادن پر اپنے مامورین مقرر کرنے والی ہے ؛

ٹرکی کے ایک گودام میں آتشزدگی

سمرنا کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ سٹور کے ایک بھاری گودام کو آگ لگ گئی۔ جس سے ایک سو سپاہیوں کے مال و جان کو نقصان پہنچا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ سپاہی سٹور کے قریب آگ جلا رہے تھے۔ شرارے ہوا سے اڑے۔ اور آگ لگ گئی ؛

حکومت حجاز کی مساعی جمیلہ

معاصر "ام القریٰ" رقمطراز ہے۔ کہ حکومت حجاز نے حاجیوں سے متعلقہ امور پر بحث و تمحیص کے لئے ایک جدید کمیٹی کا تقرر کیا ہے۔ جس میں ان تمام مسائل پر غور کیا جائے گا۔ جن کا تعلق زائرین حرم کی آسائش سے ہے ؛

معاملات فلسطین کی تحقیقاتی رپورٹ

فلسطین کے مسلمانوں نے برطانوی حکام سے ایک ایسے قانون کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کے ماتحت مسلمانوں کی املاک اور اراضی یہودی نہ خرید سکیں۔ اس امر کے متعلق سر جان سائمس نے تحقیقات کی۔ آپ نے اپنی رپورٹ تیار کر لی ہے۔ جس کو اس ماہ کے آخر تک حکومت کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ آپ کی تحقیقات میں تحقیقات اراضی کے علاوہ مسئلہ مہاجرت بھی شامل ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ رپورٹ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں پیش کی جائے گی ؛

ٹرکی کا موجودہ دور

افغان سفیر انگورہ غلام نبی خان جنہیں کابل میں واپس طلب کیا گیا ہے۔ ۲۴ر اگست کو پشاور پہونچے۔ روانگی سے پیشتر آپ نے ایک ملاقات کے دوران میں فرمایا۔ کہ ٹرکی میں آجکل صحیح معنوں میں حکومت ہے۔ حکومت اور عوام میں کامل اتحاد ہے۔ یہ طاقت اب بھی حیرت انگیز تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ آپ نے اس بات کا انکار کیا۔ کہ ترکوں نے مسجدیں شہید کر دیں۔ البتہ اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ مساجد کی ایک تعداد جو کام نہیں آتی تھی۔ بند کر دی گئی ہے۔ ٹرکی کی عورتیں تمام محکموں میں پائی جاتی

سن رائز انگریزی اخبار

ہفتہ وار

۲۸ر اگست سن رائز ہفتہ وار کا پرچہ شائع ہوگیا۔ پرچہ $\frac{20 \times 30}{4}$ کی تقطیع پر ۱۲ صفحے حجم کا بہت شاندار نکلا ہے ؛

اس وقت ایک ایسے انگریزی اخبار ہفتہ وار کی سخت ضرورت تھی۔ جو اعتدال لیکن زور و معقولیت کے ساتھ مسلمانوں کے نقطہ نگہ کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کے تنافر کو دور کرنے میں مدد ہو۔ سن رائز حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے زیر ہدایت انشاء اللہ یہ مقصد بہت عمدگی کے ساتھ پورا کرے گا ؛

انگریزی دان احباب جماعت احمدیہ و دیگر خیر خواہان و محبان اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کے خریدار ہوں۔ اور اپنے قرب و جوار کے انگریزی دان طبقے میں اس کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہوں ؛ پانچ روپے سالانہ قیمت۔ نمونہ مفت ملیگا۔ منگوا کر دوسرے احباب کو بھی دکھائیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

یورپین ایسوسی ایشن کا غلط مشورہ

ہندوستان کی بے چینی کا علاج تشدد نہیں

کلکتہ میں یورپینوں کی ایسوسی ایشن کا جو جلسہ حال میں ہؤا۔ اس میں بڑی بھاری اکثریت نے یہ تجویز منظور کی ہے کہ "گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ بابت ۱۹۱۹ء اور سائمن رپورٹ کے متعلق باشندگان ہند کی عام روش اور گذشتہ نو ماہ کے واقعات سے پیدا شدہ صورت حالات کے پیش نظر اس اجلاس کی رائے ہے :- (۱) یہ ضروری ہے۔ کہ معویانہ پروپیگنڈا اور غیر آئینی شورش کا ایک ہی دفعہ اور ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا جائے۔ اور اس اثنا میں سیاسی ترقی کے متعلق تمام تدابیر ملتوی کر دی جائیں۔ (۲) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ بابت ۱۹۱۹ء فوراً منسوخ کر دیا جائے۔ اور مارلے منٹو اصلاحات ۱۹۰۹ء ضروری ترمیمات کے بعد جاری کر دی جائیں"۔

مطلب یہ کہ ایک طرف تو تشدد اور سختی کو انتہا تک پہنچا دیا جائے۔ اور دوسری طرف اہل ہند کو ۱۹۰۹ء کی حالت سے بھی پیچھے دھکیل دیا جائے۔ کیونکہ مارلے منٹو اصلاحات بابت ۱۹۰۹ء بھی ضروری ترمیمات کے بعد جاری کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یورپین ایسوسی ایشن کے ممبروں کے دماغ ابھی تک اسی بلندی پر اڑ رہے ہیں۔ جس کا اہل ہند کی بیداری اور برطانوی اقتدار کے زوال میں بہت کچھ دخل ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ اب بھی اہل ہند کو توپ و تفنگ کے ذریعہ جبر و تشدد کے ساتھ غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جا سکتا ہے۔ حالانکہ زمانہ قطعاً بدل چکا۔ اور جبر کے ذریعہ کسی ملک پر حکومت ناممکن نہیں تو سخت مشکل ضرور ہو چکی ہے۔ پس یہ طریق ہندوستان میں بھی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ہم ان لوگوں کو جو حکومت سے اہل ہند پر تشدد اور سختی کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حکومت کے نادان دوست سمجھتے ہیں۔ اور موجودہ بدامنی اور بے اطمینانی میں اضافہ کرنے والے قرار دیتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ یہ لوگ ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوستانیوں کے حالات سے زیادہ واقفیت رکھتے ہوئے اور ہندوستان کی موجودہ حالت کو زیادہ قریب سے دیکھتے ہوئے حکومت کو ایسا مشورہ دے رہے ہیں۔ جو کسی لحاظ سے بھی قرین مصلحت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ حالانکہ خود انگلستان میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اہل ہند کو مزید سیاسی حقوق دینے اور مصالحانہ طریق سے موجودہ شورش کو دور کرنے کی اہمیت بار بار بیان کر چکے ہیں۔ مسٹر فینر براکوے رکن پارلیمنٹ "ہندوستان کی نازک صورت حالات" کے نام سے جو کتاب لکھ رہے ہیں۔ اس میں انہوں نے پُرزور طریق سے بیان کیا ہے۔ کہ کامل حکومت خود اختیاری ہندوستان کا حق ہے۔ حال ہی میں انگلستان کے بڑے بڑے شاعروں، مصنفوں، ناول نویسوں، سیاستدانوں اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے دستخطوں سے حکومت کے نام ایک اپیل اخبار "مانچسٹر گارڈین" میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا گیا ہے "ہندوستان اور برطانیہ دونوں کو طاقت کے استعمال سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ اس لئے باامن صلح کے لئے ہر کوشش وقف کر دینی چاہیئے۔ حکومت کی طرف سے تشدد اور پبلک کی طرف سے قانون کی خلاف ورزی کا جو سلسلہ جاری ہے۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ ہو گا۔ کہ نفرت و حقارت کی خلیج اور وسیع ہو گی"۔

اس کے بعد حکومت سے تو یہ درخواست کی گئی ہے۔ کہ جو آرڈیننس جاری کئے گئے ہیں۔ انہیں منسوخ کر دیا جائے۔ اور کانگریس سے یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ سول نافرمانی ملتوی کر دے۔ اور دونوں ممالک کے نمائندے گول میز کانفرنس میں جمع ہوں۔ جہاں ان کی حیثیت مساوات پر مبنی ہو۔ اور وہ درجہ مستعمرات کے حصول کے لئے تجاویز مرتب کریں۔ گول میز کانفرنس میں ہندوستان کے تمام راہ نماؤں کو شریک کرنے کی خاطر ان لوگوں کے علاوہ جن سے تشدد سرزد ہؤا۔ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔

اس اپیل سے ظاہر ہے۔ کہ برطانیہ کے اہل الرائے اور مدبر ہندوستان کی بے چینی کا علاج تشدد اور سیاسی حقوق سے بالکل محروم کر دینا نہیں سمجھتے۔ بلکہ باامن صلح کے لئے ہر ممکن کوشش سے کام لینے۔ اور درجہ نو آبادیات کے حقوق دینے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اور نواور سر سائمن نے بھی ہندوستان کے موجودہ حالات کے متعلق جو رائے ابھی ابھی ظاہر کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر ہندوستان کا مسئلہ دانشمندانہ طریق پر حل نہ کیا گیا۔ تو تمام دنیا پر اس کا تباہ کن اثر پڑے گا۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن کیا کوئی معمولی عقل و دانش رکھنے والا انسان بھی خیال کر سکتا ہے۔ کہ یورپین ایسوسی ایشن نے بھی اپنے کلکتہ کے اجلاس میں جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان میں دانشمندی کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے۔ وہ تجاویز سراسر فتنہ انگیز اور جلتی آگ پر تیل کا کام دینے والی ہیں اور اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ ابھی تک ان لوگوں کے دماغوں میں اہل ہند کے متعلق اتنی رعونت اور تکبر بھرا ہؤا ہے۔ کہ وہ عقل و دانش کی کوئی بات سوچ ہی نہیں سکتے۔ وہ اب بھی یہی چاہتے ہیں۔ کہ اہل ہند ان کے سامنے ذلت اور نکبت کی زندگی بسر کرتے اور ان کے بے جا تفوق اور برتری کا شکار ہوتے رہیں۔ اور ہمیشہ ان کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے رکھیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ حکومت کو یقیناً اہل ہند کو اپنے ملک میں حکمرانی کے اختیارات دینے پڑیں گے۔ خواہ جلد یا بدیر اور خواہ مصالحانہ طریق سے یا دوسری طرح۔ کوئی یورپین ایسوسی ایشن ہندوستانیوں کو ان کے حقوق سے محروم نہیں کر سکتی۔ ہاں ان کے جذبات اور احساسات کو مجروح کر کے فتنہ کا موجب بن سکتی ہے۔

تعجب ہے۔ یورپین ایسوسی ایشن نے عقل و فراست سے سراسر عاری تجاویز اس وقت حکومت کے سامنے پیش کی ہیں جبکہ وائسرائے ہند مصالحانہ طریق سے معاملات کے تصفیہ کے لئے ہندوستان کے سیاسی لیڈروں کو پورا پورا موقعہ دے رہے ہیں۔ اور اس بارے میں عمدگی کے ساتھ اپنی نیک نیتی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یوروپین ایسوسی ایشن والے سلطنت برطانیہ کے ہندوستان میں سب سے بڑے اور سب سے زیادہ ذمہ دار نمائندہ کے رویہ کو ہی دیکھ لیتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ اس وقت سب سے بہترین پالیسی کی بنیاد مصالحت کے ذریعہ ہی رکھی جا سکتی ہے۔ اور ہندوستان کی شورش کو دور کرنے کے لئے سب سے اچھا طریق اہل ہند کو اپنی نیک نیتی اور ہمدردی کا یقین دلانا ہے۔

ابوبکرؓ و عمرؓ پیدا ہونے کے لئے دُعا

"زمیندار" (۲۴ اگست) میں اسلام کے مدّ و جزر پر ایک طویل نظم شائع ہوئی ہے۔ جس میں مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے خدائے قدوس سے دُعا کی گئی ہے:۔

نظر آجائیں جلوے قرنِ اوّل کے نگاہوں کو
ابوبکرؓ و عمرؓ اور حیدرؓ و عثمانؓ پیدا کر

بلاشبہ آج ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور حیدرؓ کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے۔ اور جب تک ان کے بروز پیدا نہ ہونگے۔ اور مسلمان ان کی اطاعت نہ کریں گے۔ اس وقت تک ذلت و ادبار کے گڑھے سے نہ نکل سکیں گے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ ان کے پیدا ہونے کے لئے ایک بروزِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ کے بروز اگر پیدا ہوں۔ تو ضروری ہے۔ کہ اُن سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز دنیا میں جلوہ گر ہو۔ ہم اہلِ عالم کو خوشخبری سناتے ہیں کہ بروزِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو چکا۔ اور اُس نے بروزِ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی پیدا کر دئے۔ اب ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ کہ مسلمان ان کی راہ نمائی میں کام کریں۔ تا کامیابی حاصل ہو۔

عیسائیوں کا تبلیغی انہماک

لنڈن جو تثلیث کا مرکز اور عیسویت کا گہوارہ ہے۔ اُس میں ۱۸۰۴ء سے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی قائم ہے۔ اس وقت تک اس سوسائٹی کی لاکھوں شاخیں برطانوی مقبوضات میں قائم ہیں۔ عیسائیوں کو اپنے مذہب کی اشاعت کا جس قدر خیال ہے۔ اُس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ آج تک ۳۰۴ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ چھپ چکا ہے۔ علاوہ ازیں ۳۴۰۔ زبانیں ایسی ہیں۔ جن میں ابھی تک رسم الخط جاری نہ تھا۔ عیسائیوں نے محض تبلیغ مسیحیت کی خاطر ان زبانوں میں بھی نوشت و خواند کی رسم ڈالی ہے۔

۱۹۲۸ء کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انجیل کی سب سے زیادہ اشاعت ہندوستان میں کی گئی یعنی ۱۱۳۲۰۴۴ نسخے ہندوستان میں چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔

تعجب ہے۔ وُہ عیسائی جن کے بانی نے انہیں بنی اسرائیل کے گھرانے کی صرف کھوئی ہوئی بھیڑوں تک اپنے تبلیغی دائرہ کو محدود رکھنے کا حکم دیا تھا۔ وُہ تو سیاہ و سفید کو "پیغام مسیح" پہونچانے میں اس قدر سرگرمی دکھائیں۔ مگر مسلمان جنہیں بلا تخصیص مذہب و ملت ہر قوم تک "ندائے ایمان" پہونچانے کی وصیت کی گئی تھی۔ وُہ اس درجہ غافل ہوں۔ کہ اپنے ہمسایہ اقوام تک کو مائدہ رُوحانی سے محروم رکھیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے۔ وُہ ان شمار و اعداد کو پڑھ کر جو حددرجہ سبق آموز ہیں۔ اشاعتِ اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔

لالہ منوہر لال کا انتخاب

آخر لالہ منوہر لال صاحب کی زمانۂ وزارتِ تعلیم کی ہندو نوازی کام آئی۔ اور ہندوؤں نے محض ان کی خدمات کے صلہ میں ڈاکٹر موتی ساگر صاحب ایسے قابل اور صاحبِ رسُوخ انسان سے یونیورسٹی کی نشست کی امیدواری سے دست برداری حاصل کرلی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا بے شک تعجب انگیز تھا۔ مگر ان کا امیدواری سے دست بردار ہو جانا قطعاً قابلِ تعجب نہیں۔ لیکن مسلمانوں کے لئے اب معاملہ بالکل صاف ہو گیا ہے۔ لالہ منوہر لال صاحب کے مقابلہ میں کوئی اور ہندو کھڑا ہو کر اسی قسم کی باتیں پیش کرکے بلکہ ان سے زیادہ غیر جانبداری کے وعدے کرکے جو سابقہ انتخاب کے موقعہ پر لالہ صاحب نے کئے تھے۔ مسلمانوں کے ووٹ حاصل کرسکتا تھا۔ اور مسلمان نیا تجربہ کرنے کے خیال سے ضرور ووٹ دے دیتے۔ لیکن اب ایسی کوئی صورت نہیں۔ مسلمانوں سے ووٹوں کا مطالبہ کرنے والی صرف وہی شخصیت ہے۔ جس کی حقیقت سے مسلمان خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اور بات تو یہ ہے۔ چونکہ کسی کے ساتھ مقابلہ نہ ہونے کی وجہ سے اسے مسلمانوں کے ووٹوں کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی اسے کوئی پرواہ بھی نہیں۔ ایسی حالت میں اگر کوئی مسلمان اس کے انتخاب کی حمایت کریگا۔ تو اپنا وقار مفت میں ضایع کرے گا۔

"پیغام" سچا ہے یا "پرکاش"

عین اس وقت جبکہ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" جو ہمارے خلاف صرف جہلِ مرکب ثابت کر دینے کی وجہ سے بہت غم و غصہ کا اظہار کر رہے تھے۔ مگر جن کی جہالت کا تازہ اظہار "پیغام صلح" میں ہی کسی گمنام و نشان نے انہیں "عزیزی" کہتے ہوئے "ایک غلطی کا ازالہ" کی شکل میں کیا ہے۔ یہ واویلا کر رہے ہیں۔ کہ "قادیانی" گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ اور "کارِ خاص" پر لگے ہوئے ہیں۔ مگر بار بار چیلنج دینے کے باوجود اپنے دعوے کے ثبوت میں کچھ پیش نہیں کرسکے اسی وقت آریہ اخبار "پرکاش" ایک دوسری راگنی گا رہا ہے۔ اور وُہ یہ کہ اس کے نزدیک احمدیوں کی حکومت کے متعلق وفاداری کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ اور قادیانیوں کو حکومت پر جس قدر اعتماد ہے۔ اس کی حقیقت "پرکاش" پر واضح ہو چکی ہے۔ چنانچہ وُہ اپنے ۷ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"حکومت کی جس وفاداری کے لئے قادیانیوں کا جنم ہوا تھا۔ اس وفاداری کا بھی دیوالہ نکل رہا ہے"

"اس سے یہ سمجھنا مشکل نہیں۔ کہ درحقیقت حکومت پر ان لوگوں کو کتنا اعتماد ہے"

بہتر ہو۔ کہ "پرکاش" اور "پیغام صلح" دونوں آپس میں فیصلہ کرلیں۔ کہ ان میں سے کون سچا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں ایک وقت میں درست نہیں ہوسکیں۔ کہ احمدی گورنمنٹ کے کارِ خاص پر بھی لگے ہوئے ہوں۔ اور ان کی گورنمنٹ کے متعلق وفاداری کا دیوالہ بھی نکل چکا ہو۔ ان میں سے ایک ہی بات ایک وقت اختیار کی جا سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ دونوں ہی غلط بیانی اور بے ہودہ گوئی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور جان بوجھ کر ہو رہے ہیں احمدی نہ گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ اور نہ اُس کے بدخواہ بلکہ وُہ حق کے حامی ہیں۔ جس بات میں گورنمنٹ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اس میں اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اور جس میں اس کی غلطی پاتے ہیں۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا اپنا فرض جانتے ہیں۔

حکومتِ افغانستان اور آریہ

افغانستان میں کسی وقت محض ہندوؤں کی دلداری اور رضاجوئی کے لئے ذبیحہ گائے کے خلاف حکم جاری کیا گیا تھا۔ لیکن ہندو اور خاص کر آریہ ایسی احسان ناشناس قوم ہے۔ کہ اس کے دل پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ چنانچہ افغانستان کی گذشتہ شورش میں آریہ پریس نے ہر ایک وہ حرکت کی جس سے افغانستان کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اور تو اور ذبیحہ گائے کی ممانعت کا ذکر کرتے ہوئے بھی آریہ حکومتِ افغانستان کے خلاف دل آزار اور ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ "پرکاش" (۱۷ اگست) لکھتا ہے:۔

"افغانستان کی احمق حکومت کو بھی اتنی سمجھ تھی۔ کہ گئو کا دُودھ انسانی زندگی کے لئے بہترین شئے ہے۔ اس لئے اُس نے بھی گئو ہتیا بند کرنے میں اسلامی ملک اور اس طرح اسلام کی بہتری سمجھی"

گویا ہندوؤں کی اس قدر خاطر ملحوظ رکھنے کے باوجود بھی حکومتِ افغانستان آریوں کے نزدیک "احمق" کے سوا کسی بہتر نام کی مستحق نہ بن سکی۔

حقائق القرآن

(فرمودہ)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سُورَۃُ الفِیل

(۱۰ر اگست ۱۹۳۰ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَیں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ

یہ دراصل محاورہ ہے۔ اس کے ظاہری الفاظ کے لحاظ سے تو یہ معنے ہونگے۔ کہ کیا تُو نے نہیں دیکھا۔ مگر حقیقتاً اس کا یہ مطلب ہوا کرتا ہے۔ کہ کیا تجھے معلوم نہیں۔ گویا ان الفاظ سے قلبی رؤیت مراد ہوتی ہے۔ عینی رویت مراد نہیں ہوتی۔ عربی زبان میں جب کبھی یہ کہنا ہو۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کیا یہ خبر تجھے نہیں پہنچی۔ اُس وقت کہیں گے۔ **الم تر**۔ یعنی کیا تجھے اِس واقعہ کا علم نہیں۔

کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ

تیرے رب نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا۔

یہ ایک واقعہ ہے۔ جو اس سے پہلے گذرا۔ اور ایک واقعہ ہے۔ جو دنیا میں آئندہ ہونے والا تھا۔ اور اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل کیا تجھے معلوم نہیں۔ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ اصحٰب الفیل کے معنے ہاتھی والے لوگوں کے ہیں۔

یہ واقعہ بعض تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے ایک سال پہلے ہوا۔ اور بعض سے پتہ چلتا ہے۔ کہ صرف پچاس دن پہلے ہوا۔ بہر حال رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے کچھ مدت پہلے جو قریب کی مدت ہے۔ یہ واقعہ ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ابی سینیا کی حکومت کی طرف سے یمن کے علاقہ پر ابرہہ نامی ایک گورنر مقرر تھا۔ جب اُس نے دیکھا۔ کہ اہل عرب کی توجہ مکّہ کی طرف ہے۔ تو اُس نے چاہا۔ عربوں کو عیسائیت کی طرف کھینچنے کے لئے اُن کی توجہ بیت اللہ کی طرف سے ہٹا دی جائے۔ اِس غرض کو پورا کرنے کے لئے اُس نے تجویز کیا۔ کہ صنعاء میں ایک خوبصورت معبد بنایا جائے۔ اُس نے خیال کیا۔ شاید خانہ کعبہ کی خوبصورتی کی وجہ سے لوگ اُدھر جاتے ہیں۔ اِس لئے جب صنعاء میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت گرجا بن جائیگا۔ تو لوگ بجائے مکّہ جانے کے اُدھر متوجہ ہو جائینگے۔ حالانکہ اس نادان کو یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ اینٹوں کی عمارتیں لوگوں کو نہیں کھینچ سکتیں۔ بلکہ یہ تو خدائی کشش اور جذب ہوتا ہے۔ جو لوگوں کو دیوانہ وار کھینچے لئے جاتا ہے۔ غرض اس نے صنعاء میں ایک خوبصورت معبد بنایا۔ اور پوری طرح زور لگایا۔ کہ کسی طرح عرب اُدھر متوجہ ہوں۔ مگر اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اِس پر اسے خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر میں کعبہ کو گرا دوں۔ تو شاید اس طرح لوگوں کی توجہ ادھر منتقل ہو جائے۔ اس کے لئے اس نے لشکر جمع کیا۔ اور کعبہ کی طرف چل پڑا۔ اس کے لشکر میں چند ہاتھی بھی تھے۔ اور چونکہ پچھلے زمانوں میں شہروالے لوگ اپنی حفاظت کے لئے اردگرد فصیلیں بنا لیتے تھے۔ اِس لئے حملہ آور قوم کے پاس کچھ ہاتھی بھی ہوتے تھے۔ تا وہ ٹکر مار کر دروازوں کو توڑ دیں۔ اس نے اسی خیال کے ماتحت اپنے ساتھ ہاتھی رکھے۔ حالانکہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا۔ کہ مکّہ وہ توکل کا مقام ہے۔ جس کے اردگرد فصیلیں ہیں نہ دیواریں۔ بائیبل میں بھی اس واقعہ کی پیشگوئی کے طور پر اِس قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ کہ اے تُو جو اُس بستی کے تباہ کرنے کو جاتا ہے۔ جس کے اردگرد نہ فصیلیں ہیں نہ دیواریں۔ غرض وہ ہاتھی لے کر چل پڑا۔ اس کا لشکر راستے میں ان قبائل کو جنہوں نے مقابلہ کیا۔ تباہ کرتا ہؤا طائف پہنچا۔ جو مکّہ سے مشرقی جانب تین منزل کے فاصلے پر واقع ہے۔ طائف والے ابرہہ کے لشکر سے ڈر گئے۔ کچھ انہیں مکّہ والوں سے رقابت بھی تھی۔ قرآنِ مجید میں بھی ذکر آتا ہے۔ وہ کہتے تھے لولا نزّل ھٰذا القراٰن علےٰ رجل من القریتین عظیم انہیں خیال تھا۔ کہ لوگ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ مکّہ کیوں جاتے ہیں۔ غرض چونکہ رقابت دِل میں پہلے سے مخفی تھی۔ اِس لئے وہ ابرہہ سے مل گئے۔ اور اسے کہا۔ کہ ہمیں نقصان نہ پہنچاؤ۔ ہم تم سے صلح کرتے۔ اور مدد دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے صلح کی۔ اور راہنما کے طور پر آدمی بھی ساتھ دیا۔ تا وہ مکّہ تک لشکر کو پہنچا آئے۔ خدا کی شان وہ آدمی راستے میں ہی مر گیا۔ ابرہہ نے ایک دو منزل طے کرنے کے بعد ایک چھوٹا سا دستہ بھیجا۔ جو مکّہ والوں کے تہامہ سے بہت سے جانور سمیٹ کر لے آیا۔ ان جانوروں میں دو سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا تھے۔ اس کے بعد ابرہہ نے بعض آدمی مکّہ بھیجے۔ اور انہیں پیغام دیا۔ کہ جا کر لوگوں سے کہہ دو میں اپنے لشکر سمیت تمھارے قریب آ پہنچا ہوں اور میں تمھارے خانہ کعبہ کو گرانا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے گرا لینے دو۔ اور میرے ارادے میں مزاحم نہ ہو۔ تو ایک قطرہ بھی خون کا نہیں گراؤں گا۔ اور تمہارے جانور بھی تمہارے حوالے کر دوں گا۔ لیکن اگر مقابلہ پر نکلے۔ تو اس کی ساری ذمہ واری تم پر عائد ہوگی۔ اس پر مکّے والوں نے ایک وفد بھیجا۔ جس کے سردار عبدالمطّلب تھے۔ انہیں کہا گیا۔ کہ ابرہہ کے سامنے یہ بات پیش کرنا کہ تہامہ کے اموال کا تہائی حصہ تم بے شک رکھ لو۔ مگر بیت اللہ کو مت گراؤ۔ جب وفد اس کے پاس پہنچا۔ اور عبدالمطلب نے اس سے باتیں کیں۔ تو عبدالمطلب کی باتوں کا ابرہہ پر نہایت گہرا اثر پڑا۔ تاہم اُسے یہ تو خیال نہ آیا۔ کہ میں کعبہ کے گرانے کا ارادہ بدل دوں۔ مگر یہ خیال ضرور آیا۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ کچھ رعایت کروں اِس پر اس نے کہا۔ مجھ سے کچھ مانگو۔ اس سے اس کی یہ بھی غرض تھی۔ کہ وہ معلوم کرے۔ اِن لوگوں کے دِلوں میں

کہاں تک کعبہ کی محبت ہے۔ اب بجائے اس کے کہ عبد المطلب کہتے۔ خانہ کعبہ کو مت گراؤ۔ انہوں نے کہا۔ میرے دو سو اونٹ آپ کے آدمی پکڑ لائے ہیں۔ وہ مجھے واپس کر دیئے جائیں۔ اس نے اونٹ واپس کرنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر ساتھ ہی کہا۔ آپ کی باتوں کا مجھ پر بڑا اثر ہوا تھا اور آپ کی عظمت میرے دل میں بیٹھ چکی تھی۔ اور میں سمجھتا تھا آپ بڑے ہی سمجھدار ہیں۔ مگر آپ کی اس بات سے وہ سارا اثر جاتا رہا۔ انہوں نے پوچھا۔ وہ کس طرح۔ اس نے کہا۔ دیکھو تمہارے سامنے اتنی خوفناک مصیبت ہے۔ کہ میں تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں۔ جو مانگنا ہو۔ مجھ سے مانگو۔ مگر تم نے اپنے دو سو اونٹ مانگے۔ خواہ میں مانتا یا نہ مانتا۔ مگر تمہارے لئے یہی ضروری تھا۔ کہ تم کہتے ہمارے کعبہ کو مت گراؤ۔ انہوں نے جواب دیا۔ اصل بات یہ ہے۔ میرے اونٹوں کا مجھے اس لئے فکر ہے۔ کہ میں ان کا مالک ہوں۔ اگر یہ کعبہ خدا کا گھر ہے۔ تو اس گھر کا مالک اس کی آپ حفاظت کریگا۔ مجھے اس فکر کی کیا ضرورت۔ آخر اس نے کعبہ کے انہدام کی رائے کو نہ بدلا۔ اس پر مکہ والوں نے مشورہ کیا۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے طے کیا۔ کہ ہم میں ابرہہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ دوسری طرف ہمیں یہ بھی منظور نہیں۔ کہ خانہ کعبہ ہماری آنکھوں کے سامنے گرے۔ اس لئے یہی صورت ہے۔ کہ ہم مکہ کو خالی کر دیں۔ اور پہاڑوں پر چلے جائیں۔ تا ہماری آنکھیں کعبہ کا انہدام نہ دیکھیں۔ یہ فیصلہ کر کے کہ سب لوگ پہاڑوں پر چلے جائیں۔ اور کوئی شخص شہر میں نہ رہے انہوں نے سارے مکان خالی کر دیئے۔ عبد المطلب نے آخری وقت خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑ کر اس طرح دعا کی اے خدا ہمارے اندر طاقت نہیں۔ کہ تیرے اس گھر کی حفاظت کر سکیں۔ یہ تیرا گھر ہے۔ تو خود اس کی حفاظت فرما۔ ایسا نہ ہو آج صلیب تیرے گھر پر قائم ہو۔ یہ کہکر سب گھروں کے دروازے بند کر کے چلے گئے۔ سارا دن گزر گیا۔ مگر ابرہہ نے حملہ نہ کیا۔ دراصل ابرہہ اس روز اس انتظار میں رہا۔ کہ شاید آج مکہ والے پھر آئیں۔ تو اُن سے صلح کر لوں۔ میل غرض تو اس کی لوگوں کو مکہ سے ہٹا کر صنعاء کی طرف متوجہ کرنا تھا۔ اُس نے خیال کیا۔ اگر مکان گرا بھی دوں۔ تو بھی ممکن ہے۔ لوگوں کی توجہ اُدھر نہ پھرے۔ اس لئے ظاہری رُعب سے شاید وہ صنعاء کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے ایک تو وہ اہل مکہ کے انتظار میں رہا۔ دوسری طرف خدا نے اُس کے لشکر میں بیماری پیدا کر دی۔ مؤرخین جو کیفیت بیان کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بیماری چیچک یا طاعون تھی۔ حبشیوں کو یوں بھی چیچک بہت تباہ کرتی ہے۔ کسی حبشی کو چیچک ہو۔ تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ پس لشکر میں شدید وبا پھیل گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لشکر کا اکثر حصہ برباد ہو گیا۔ اور باقی ماندہ واپسی کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ انکے ساتھ جو عرب راہنما تھے۔ انہیں قدرتی طور پر خیال آیا۔ کہ یہ وبال صرف اسی وجہ سے آیا ہے۔ کہ انہوں نے کعبۃ اللہ کے گرانے کا ارادہ کیا تھا۔ پس وہ بھی اُن سے بھاگ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باقی ماندہ لشکر راہنماؤں کے نہ ہونے کی وجہ سے وادیوں میں بھٹک بھٹک کر مر گیا۔ کچھ حصہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ اور خود ابرہہ بھی صنعاء کے راستہ میں چیچک سے مر گیا۔ یہ واقعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس واقعہ کو اُس زمانہ کے لحاظ سے بھی پیش کرتا ہے۔ اور بعد کے زمانہ کے لحاظ سے بھی۔ بے شک مکان بھی کعبہ اور بیت اللہ ہوتا ہے۔ لیکن انسان جسے خدا کعبہ بناتا ہے۔ وہ مکان سے بہت بڑھ کر ہوتا ہے مکان اگر گر جائے۔ تو اس کی بنیادوں پر دوبارہ عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ لیکن وہ انسان جسے خدا کعبۃ اللہ بنا کر بھیجے۔ جب ایک دفعہ دنیا سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ تو خدا کی سنت نہیں۔ کہ اُسے دوبارہ دنیا میں بھیجے۔ پس عمارتیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔ گرے ہوئے مکان اُٹھائے جا سکتے ہیں۔ لیکن مرے ہوئے انسان دنیا میں دوبارہ نہیں لائے جا سکتے۔ اس لئے وہ انسان جنہیں خدا کعبۃ اللہ بنائے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور اس مکان سے بہت زیادہ معزز ہوتے ہیں جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس سورت میں گو مخاطب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ہے۔ مگر دراصل عرب کے لوگوں سے خطاب مدنظر ہے۔ چونکہ وہ لوگ بھی لمّاز تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے بھی لمز اختیار کیا۔ یعنی مخاطب تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا۔ مگر مدنظر عرب کے لوگوں کو رکھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ کیا تجھے معلوم ہے۔ تیرے رب نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا انکی ساری تدابیر کو ملیامیٹ نہیں کر دیا تھا۔ مکہ والے خود تیری پیدائش سے پہلے اللہ تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دیکھ چکے ہیں۔ پھر کیسی خطرناک بات ہے آج پھر وہ اُس کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ جو اینٹوں کے بیت اللہ سے کہیں زیادہ معزز و مکرّم ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں۔ اس سے پہلے خدا نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا تھا۔

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ

کیا ان کی ساری تدابیر کو اُس نے باطل نہیں کیا تھا۔

وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيلَ

اور کیا خدا نے اُن کے اوپر طیر نہیں بھیجے۔ جو گروہ در گروہ تھے۔ ابابیل کے معنے فِرَق کے ہیں۔ یعنی جماعت در جماعت چیلوں۔ کوؤں۔ اور مردار خوار جانوروں کا طریق ہوتا ہے۔ کہ مُردار پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے مذبح خانوں پر اس قسم کے پرند منڈلاتے رہتے ہیں۔ اور یہ عربوں کا محاورہ بھی ہے۔ کہتے ہیں۔ فلاں سردار جدھر جاتا ہے۔ اس کے پیچھے پرندے جاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بڑا جنگجو ہے۔ پرندے سمجھتے ہیں اس کے ساتھ رہنے سے ہمیں غذا میسر ہو گی۔ تو ارسل علیہم طیرا ابابیل کے یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ نے ان پر گروہ در گروہ پرند بھیج دیئے۔ مطلب یہ کہ خدا نے انہیں غارت کر دیا۔ ہلاک اور برباد کر دیا۔ تب پرندے آئے۔ اور وہ انہیں نوچ نوچ کر کھانے لگے۔

تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ

وہ پرندے اُن کو اُٹھا اُٹھا کر ایسے پتھروں پر مارتے تھے۔ جو سجّیل کی قسم کے تھے۔ وہ پتھر جسے پنجابی زبان میں کھنگر کہتے ہیں جس میں مٹی کا جزو بھی ہوتا ہے۔ وہ کنکر بھی ایسی سجّیل کہتے ہیں۔ بٍ کے معنے اس جگہ علےٰ کے ہیں۔ بعض نے اس آیت کے معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے حیرت کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ پرندے پتھر اُٹھا اُٹھا کر کس طرح مارتے تھے حالانکہ پرندوں نے انہیں کیا پتھر مارنے تھے۔ ان میں تو بیماری پڑی تھی جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ پس پرندوں نے انہیں نہیں مارا۔ بلکہ بیماری نے ہلاک کیا۔ پرندوں نے ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر پتھروں پر ماریں۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ ویسے ہی الفاظ ہیں جیسے ہماری زبان میں کہتے ہیں۔ پرنالہ چلتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پانی چلتا ہے۔ اسی طرح وہ پتھروں کو مارتے تھے یعنی اُنکو پتھروں پر مارتے تھے۔ میرے نزدیک ان تاویلوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ بٍ کے معنے علےٰ کے ہیں۔ جس کے لحاظ سے ترمیہم بحجارۃ من سجّیل کے یہ معنے ہیں کہ وہ ان کو پتھروں پر مارتے تھے۔ ایسے پتھر جو سجّیل کی قسم کے تھے۔

تاریخِ اسلام

صحابہ کرامؓ کی بے مثال جانی قربانی

اسلام کے وہ قابلِ تعظیم فرزند جنہوں نے ابتدائے اسلام میں اشاعتِ دین اور نشرِ قرآن کی وجہ سے وحشی اور خونخوار دشمنوں کے پنجۂ ستم سے صدہا قسم کے المناک مصائب برداشت کئے۔ تاریخِ اسلام اُن کے پُردرد مگر بہادرانہ واقعات سے لبریز ہے۔

صحابہ کرامؓ جو شمعِ رسالت کے پروانہ اور تیغِ عشق کے گھائل تھے۔ انہوں نے خدا اور اُس کے رسولؐ کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ جان دی۔ مال دیا۔ عزیز و اقرباء چھوڑے۔ یار اغیار ہو گئے۔ اپنے بیگانہ بن گئے۔ دوست دشمن اور یار عدو ہو گئے۔ غرض اسلام میں داخل ہونے کے بعد زمین اُن کے لئے پہلی سی زمین نہ رہی۔ اور آسمان پہلا سا آسمان نہ رہا۔ وہی صحابہ جو اسلام قبول کرنے سے پیشتر اپنی قوم میں معزز اور اپنے قبیلوں کے سردار سمجھے جاتے تھے اپنے ہی لوگوں کے جور و ستم کے ہدف بن گئے۔ حتےٰ کہ قتل بھی کئے گئے۔

سنہ ۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ قبیلۂ بنو عامر کا ایک معزز شخص ابو براء عامری بنو جعفر اور بنو بکر کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اسلام کی طرف دعوت دی۔ اس نے ساری باتیں سُنکر کہا۔ "اے محمدؐ تمہارا کلام مَیں نے سُنا۔ اور مَیں اسے پسند کرتا ہوں لیکن میرے پیچھے میری قوم ہے۔ مَیں چاہتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چند آدمی روانہ کریں۔ مَیں اُمید کرتا ہوں۔ میری قوم اس دعوت کو قبول کریگی"۔

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگرچہ اِس میں خدشہ نظر آیا۔ اور آپ نے اس کا اظہار بھی فرما دیا لیکن اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جو ولولہ اور جوش آپ کے قلبِ مبارک میں تھا۔ اور جس کے لئے کسی بڑے سے بڑے خطرہ کی آپ کو کوئی پرواہ نہ تھی۔ اس نے اس موقعہ پر بھی خطرناک انجام سے بے نیاز کر دیا۔ اور آپ نے اس شخص کے ساتھ ستر معزز صحابہ روانہ فرما دیئے۔ جو تمام کے تمام قرآن خوان اور تہجد گذار تھے۔ ان میں سے اکثر انصار اور بعض اصحابِ صفہ میں سے تھے۔

جب سرفروشوں کا یہ قافلہ ایک مقام بئر معونہ کے پاس پہنچا۔ تو عامر بن طفیل کلابی عامری کے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب روانہ کیا گیا۔ یہ شخص اُس قبیلہ کا سردار تھا۔ جس کی ہدایت کی خاطر صحابہ کرامؓ آئے تھے۔ جب مسلمانوں کا ایلچی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامۂ مبارک لیکر اس کے پاس پہنچا۔ تو اُس نے رعونت سے اپنا مُنہ پھیر لیا۔ اور نہ صرف خط لینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اس حد تک ظلم و ستم سے کام لیا۔ کہ اسی جگہ قتل کر دینے کے لئے جلّاد کو اشارہ کیا۔ جس نے پُشت کی طرف سے ایسا نیزہ مارا۔ جو چھاتی کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ لیکن قبل اس کے کہ اس صحابی کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرتی۔ انکے مُنہ سے یہ الفاظ نکل کر فضاء میں گونجے۔ فزتُ و ربّ الکعبہ۔ بیت الحرام کے رب کی قسم۔ مَیں کامیاب ہو گیا۔ اور اپنی مراد تک پہنچ گیا۔

انسانیت اور شرافت کے آداب کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کے ایلچی کو شہید کرنے کے بعد اس رئیس نے رعل۔ ذکوان اور عصیّہ قبائل کے لوگوں کو مشتعل کیا کہ مسلمانوں پر حملہ کر دو۔ وہ فوراً جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے صحابہ رضؓ کی قلیل جماعت کو گھیر لیا۔ صحابہؓ نے حتی الامکان ان کا مقابلہ کیا۔ مگر ان کی کثرت اور ساز و سامان کی قلت کی وجہ سے کچھ بھی پیش نہ گئی۔ اور آخر سب کے سب اسی جگہ شہید ہو گئے۔

صحابہؓ کی اِس جماعت میں سے دو شخص کسی حاجت کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب وہ واپس لوٹے۔ اور دور سے ہی اپنی قیام گاہ کی طرف نظر دوڑائی۔ تو اُس کے اوپر پرندوں کے جھنڈ اُڑتے ہوئے دیکھے۔ وہ فوراً سمجھ گئے۔ کہ خیر نہیں۔ جب اس جگہ پہنچے۔ تو وہاں کشت و خون کا رُوح فرسا نظارہ دیکھا۔ اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ ایک نے کہا۔ ہمیں یہاں سے بھاگ نکلنا چاہیئے۔ اور فوراً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حادثہ کی اطلاع دینی چاہیئے۔ مگر دوسرے نے کہا۔ خدا کی قسم مَیں اس جگہ سے بھاگ کر جانا نہیں چاہتا۔ مَیں اسی جگہ لڑوں گا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوں گا۔ چنانچہ وہ لڑے اور اسی مقتل میں شہید ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کو واقعہ رجیع کی بھی خبر ملی جس میں آپ کے آٹھ صحابہ رضؓ شہید کر دیئے گئے تھے۔ تو آپ کو اتنا صدمہ ہوا۔ جتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ احادیث میں لکھا ہے۔ آپ نے ایک ماہ تک متواتر رعل ذکوان۔ عصیّہ اور لحیان قبائل کے لئے نماز فجر میں بدُعا کی۔

یہ خونی داستان صحابہ کرامؓ کی جانی قربانیوں کی بے نظیر مثال ہے۔ مسلمان آج خوابِ غفلت میں مبتلا ہیں۔ انہیں اسلام کے لئے جانی قربانی کرنا تو الگ رہا۔ مال اور وقت قربان کرنا بھی دوبھر نظر آتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کوئی قوم جب تک اُس کے افراد اپنے اندر قربانی کی رُوح نہیں رکھتے۔ کامیابی تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہمیشہ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ جو ہر قسم کی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ صحابہ رضؓ نے جس طرح اپنی جانوں کو اسلام کے لئے فدا کیا۔ جس رنگ میں مصائب و مشکلات کو برداشت کیا۔ اس کی ایک مثال اوپر گذر چکی۔ اسی ضمن میں حضرت خبیبؓ کا واقعہ قتل بھی پیش کیا جاتا ہے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ جانباز اور اسلام کے فدائی تھے۔ قریش نے اوّلاً انہیں قید رکھا۔ پھر شہید کر دیا۔ آخری وقت اُن ظالموں نے دریافت کیا۔ کوئی خواہش ہو تو بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا۔ مجھے اجازت دی جائے۔ میں دو رکعت نماز پڑھوں۔ کفار نے اجازت دی۔ آپ نے نماز پڑھی۔ مگر جلدی ہی سلام پھیر دیا۔ اور کہا۔ مَیں نے نماز پڑھنے میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگائی۔ اس خیال سے کہ مبادا دشمن یہ خیال کریں کہ دیکھو موت کے ڈر سے لمبی لمبی نماز پڑھ رہا ہے۔

آخری وقت جب دشمن انہیں بھالوں سے چھید رہے تھے۔ انہوں نے فی البدیہہ یہ درد انگیز اشعار کہے:

لقد جمع الاحزابُ حولی و البّو ؂ قبائلھم واستجمعوا کل مجمع
فذو العرش صبّرنی علےٰ مایُراد بی ؂ فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی
الی اللہ اشکو غربتی ثم کربتی ؂ وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فواللہ ما ارجوا اذا مِتُّ مسلماً ؂ علےٰ ایِّ جنبٍ کان فی اللہ مصرعی
وذالک فی ذات الالٰہ وان یشأ ؂ یبارکْ علےٰ اوصالِ شلوٍ ممزّع

کافروں کے گروہ در گروہ میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کر لیا۔ اے عرشِ بریں کے مالک مجھے اس مصیبتِ عظمےٰ پر صبر عنایت فرما۔ انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور اب مَیں زندگی سے مایُوس ہو چکا۔ صرف اپنے خدا سے میں اپنی درماندگی۔ بیکسی۔ بے وطنی اور ان کے مکائد کے متعلق فریاد کرتا ہوں۔ خدا کی قسم جب میں اسلام پر فدا ہو رہا ہوں۔ تو مجھے اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ کہ مَیں کس پہلو پر اپنی جان دیتا ہوں۔ ہاں خدا کی ذاتِ پاک سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عنایت فرمائے گا۔

یہ تھا وہ جوش اور ولولہ جس نے اسلام کو چار دانگ عالم میں آناً فاناً پھیلا دیا۔ اور جس نے اونٹ اور بکریاں چرانے والوں کو دنیا کا راہ نما بنا دیا۔ اور اسی کے باعث بارگاہِ ایزدی سے اُنہیں یہ خطاب ملا۔

رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ کی دعا اور مولوی ثناء اللہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۵ اگست کے "اہلحدیث" میں ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں وہی پرانا اعتراض دُہرایا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب میری زندگی میں فوت ہوگئے۔ جو ان کے ناحق ہونے اور میرے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔

اس فرسودہ اعتراض کا ہماری طرف سے بکرات و مرات مبرہن اور مدلل جواب دیا جاچکا ہے۔ جو ہر ایک حق پسند اور صداقت شعار کے لئے باعث اطمینان ہوسکتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب کی غرض چونکہ محض حق پوشی اور دھوکہ دہی ہے۔ اس لئے تھوڑی بہت رنگ آمیزی کرکے بار بار پیش کرتے رہتے ہیں۔

مولوی صاحب نے مذکورہ بالا مضمون میں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جب اپنے آپ کو نوح کہا ہے تو نوح کے دشمنوں کی طرح ان کے دشمن خصوصاً ثناء اللہ وغیرہ کیوں اُن کی زندگی میں ہلاک نہ ہوئے۔ جبکہ مرزا صاحب نے دعا بھی کی تھی۔ کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔

مولوی صاحب نے اس دعا کا ذکر تو کر دیا۔ مگر یہ نہ بتایا۔ کہ اس کے ساتھ شرط کیا تھی۔ یہ مباہلہ کی دعا تھی جس کا موثر ہونا فریقین کی رضامندی پر موقوف تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کے سامنے یہ طریق فیصلہ پیش کیا تھا۔ اور اس کی منظوری مولوی صاحب سے چاہنا اس بات کا ثبوت تھا۔ کہ یہ یکطرفہ دعا نہ تھی۔ بلکہ دعاء مباہلہ تھی۔ خود مولوی صاحب بھی اسے دعائے مباہلہ تسلیم کرچکے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شایع کیا تھا" (مرقع قادیانی۔ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

مولوی صاحب کی اس تحریر سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دُعا۔ دعائے مباہلہ تھی جس کا اثر اسی صورت میں پڑ سکتا تھا جبکہ مولوی صاحب بھی اسے منظور کرلیتے لیکن مولوی صاحب نے اسے منظور نہ کیا۔ بلکہ صاف لکھدیا۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کرسکتا ہے" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

پس جب مولوی صاحب نے اس طریق فیصلہ کو اپنی فطرتی جہالت و بزدلی کی وجہ سے منظور ہی نہ کیا۔ تو یہ کالعدم ہو گئی کیونکہ اس میں ان کی رضامندی ضروری شرط تھی۔

ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پیش کردہ طریق فیصلہ کو رد کرتے ہوئے مولوی صاحب نے لکھا تھا۔ میں زندہ رہکر نشان دیکھنا چاہتا ہوں۔ مر گیا۔ تو مجھے کیا فائدہ۔ مولوی صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں:۔

"کوئی ایسی نشانی دکھاؤ۔ جو ہم بھی دیکھکر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے۔ تو کیا دیکھیں گے"

"اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

پس ان تحریروں کی موجودگی میں مولوی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوت ہو جانے کو اپنی سچائی پر بار بار پیش کرنا سراسر بد دیانتی اور حماقت ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق فیصلہ کو منظور کرلیتے۔ اور پھر زندہ رہتے۔ تو حق رکھتے تھے۔ کہ اس بات کو اپنی سچائی پر پیش کرتے۔ لیکن یہ ناممکن تھا کہ اس حالت میں وہ زندہ رہتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے صاف صاف فرما دیا تھا۔

"اگر اس چیلنج پر وہ (ثناء اللہ) مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے۔ تو ضرور وہ پہلے مرینگے" (اعجاز احمدی ۱۹۰۲ء)

مولوی صاحب اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو جاتے۔ تو ان کے ہم خیال ان کی اس تحریر پر تمسک کرکے "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔" پیش کرکے کہتے۔ مولوی ثناء اللہ کا مرنا۔ مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مولوی صاحب نے تو اسے منظور ہی نہیں کیا تھا۔ پھر اس کے متعلق مغالطہ اور دھوکہ دینے کا کیا مطلب۔ جبکہ مولوی صاحب اپنے قلم سے لکھ چکے ہیں:۔

"تمہاری (مرزا صاحب کی) یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہوسکتی" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق فیصلہ کا انکار کرتے ہوئے ایک اصل خود مولوی صاحب نے پیش کیا تھا۔ اور وہ یہ کہ:۔

"خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے"

پس خدا تعالیٰ نے اسی کے مطابق ان کو لمبی عمر دیکر ثابت کردیا۔ کہ مولوی صاحب انہی لوگوں میں سے ہیں۔ جن کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے۔ اور اس طرح انہیں لمبی عمر دیکر ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر فرما دی۔ اور آپ کا مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ثابت ہوگیا۔ اور دوسری طرف مولوی صاحب مثیل مسیلمہ ثابت ہوگئے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں۔

"آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت فداہ روحی کا انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا۔ آنحضرت علیہ السلام باوجود سچے نبی ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ اور مسیلمہ باوجود کذاب ہونیکے صادق سے پیچھے مرا" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

خدا تعالےٰ نے مولوی صاحب کی خواہش کے مطابق انہیں زندہ رکھا۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان اور آپ کے سلسلہ کی زیادتی اور ترقی دیکھ دیکھکر رات دن حسد کی آگ میں جلتے رہیں۔ پس انکا زندہ رہنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ سچا اور ناطق وہی فیصلہ ہوتا ہے۔ جو خصم کے مسلمات پر مبنی ہو۔ کیا یہ کچھ کم نشان ہے؟ کہ مولوی صاحب اور دوسرے دشمن باوجود ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگانے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی پاک جماعت کا بال بھی بیکا نہ کرسکے۔ سلسلہ احمدیہ علی الرغم دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کررہا ہے۔ اور دشمن حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ خصوصاً مولوی ثناء اللہ پر شب و روز ہزاروں موتیں وارد ہورہی ہیں۔

بے شک خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نوح قرار دیا۔ اور نوح ہی ثابت بھی کردیا۔ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ باوجود دشمنوں کی سر توڑ مخالفت کے بڑھا۔ اور ان کے دشمن خائب و خاسر رہکر نامرادی کی موت مر گئے۔ اسی طرح یہاں ہوا۔ کہ جو مقابل میں آیا۔ ہلاک ہوا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کامیاب و بامراد ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں اکیلے تن تنہا۔ اور بے یار و مددگار تھے۔ گھر والے اور رشتہ دار بھی تمام مخالف۔ اور باہر والے بھی سب دشمن۔ باوجود اس بے سر و سامانی کے آپ حضرت نوحؑ کی طرح سب پر غالب آئے۔ حتیٰ کہ آپ کا سلسلہ چار دانگ عالم میں پھیل گیا جس کا مولوی صاحب کو بھی طوعاً و کرہاً ان الفاظ اور اسی مضمون میں اقرار کرنا پڑا۔ کہ

"پنجاب میں اور پنجاب سے گذر کر ہندوستان میں ہندوستان سے گذر کر دنیائے اسلام میں آج یہ سوال درپیش ہے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کی بابت کیا رائے رکھنی چاہئے۔ چند ایام ہوئے۔ مجھے ملک البانیہ سے ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا۔ اسی طرح مصر میں۔ اسی طرح شام میں اور دیگر اسلامی ممالک میں یہ سوال اُٹھتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی عربی تصانیف ان ممالک میں کثرت سے شایع ہوئی ہیں" (اہلحدیث ۱۵ اگست ۱۹۳۰ء)

کسی نے خوب کہا ہے۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء

خوبی اور فضیلت وہ ہے۔ جس کا دشمن بھی اقرار کرے۔ مولوی صاحب نے مندرجہ بالا سطور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونیکی لفظ بلفظ تصدیق کردی۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ مرزا صاحب کی وہ دعا جو ان کے متعلق تھی قبول شدہ نہ تھی۔ حالانکہ جس ڈائری سے یہ استدلال کرکے مولوی صاحب نے حسب عادت دھوکا دینا چاہا ہے۔ اسے اس دعا سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ آخری فیصلہ والی دعا ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شایع ہوئی۔ اور یہ ڈائری اس سے تین چار دن پہلے کی ہے۔ اسے اُس سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح مولوی صاحب [illegible] صاحب [illegible] فیصلہ کی صورت میں کی تھی۔ وہ ممکن القبول [illegible] بلکہ خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ تھی" محض فریب اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی آخری فیصلے والی دُعا کے آخر میں تحریر فرمایا تھا" یہ کسی الہام یا وحی کی [illegible] کر طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے"

وفاتِ مسیح پر ایک الٰہی دلیل

میں قارئینِ کرام کی توجہ سورہ نساء کے آخری رکوع کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے حضرت مسیحؑ اس بات پر بُرا نہیں مناتے۔ کہ انہیں خدا کا عبد کہا جائے۔ اور وہ اس بات پر بُرا منا بھی کیسے سکتے ہیں۔ کیونکہ عبودیت ہی کے طفیل انکو یہ درجہ اور رُتبہ ملا۔ مسیح کیا فرشتوں کو بھی اس بات کا فخر حاصل ہے۔ کہ وہ عبد ہیں۔ کیونکہ اسی عبودیت کے طفیل انہیں تقرب الٰہی نصیب ہوا۔ آگے فرمایا۔ مومن بندے بھی جو درجہ اور رُتبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ بھی عملوا الصّالحات کے ماتحت عبد بنکر ہی پا سکتے ہیں۔ اور جو عبد بننے سے انکاری ہے۔ اسے عذاب دیا جائیگا۔ اور خدائی نعمتوں اور فضلوں سے محروم کر دیا جائیگا۔

اس سے آگے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یستفتونک۔ قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالۃ۔ تجھ سے (اے نبی) کلالہ کے ورثہ کے بارے میں فتویٰ دریافت کرتے ہیں۔ مضمون کی روش کے لحاظ سے اور اس کے طرز بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کا ماسبق آیات سے کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق ایک صورت تو یہ ہے۔ کہ یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ اس آیت کا ماسبق سے کوئی جوڑ اور ربط نہیں۔ مگر کوئی مسلمان قرآن کریم کو ماننے والا ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ربط اور جوڑ بتایا جائے جیساکہ کلام حکیم کی شان بھی مقتضی ہے۔

آیات ماسبق سے ربط

ربط معلوم کرنے کی خاطر ہمیں ایک بار پھر شروع رکوع اور اس سے چند پہلی آیات کو بغور دیکھنا چاہیئے۔ جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلسلۂ کلام یہ چلا آ رہا ہے۔ کہ جب ان باطل پرستوں اور مشرکوں کو نصیحت کی جاتی ہے۔ کہ تم بیجا غلو کو چھوڑ دو۔ تو بجائے ماننے اور تسلیم کرنے کے اُلٹا ناصح مشفق کو ملزم گردانتے ہیں۔ کہ دیکھو جی! یہ مسیحؑ کی ہتک کرتا ہے۔ (جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیجا ہی اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ آپ نے حضرت مسیحؑ کی ہتک کی) اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ حضرت مسیحؑ کو ابن اللہ کی بجائے عبد کہنا ان کی ذلت نہیں بلکہ موجب صد فخر ہے۔ کلالہ کے ورثے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ربط معلوم کرنے کے لئے کلالہ کے معنے دیکھنے چاہئیں۔

کلالہ کے معنی

لغت میں کلالہ کے یہ معنے لکھے ہیں۔

(۱) کَلّ۔ کلاً۔ کلالۃً۔ تعب واعیا (۲) کال (اسم فاعل) لاولد لہ ولا والد فی قید الحیٰوۃ۔ جس کا حینِ حیات نہ لڑکا ہو نہ والد (۳) القرابۃ۔ ما عدا الوالد والولد۔ (۴) الیتیم۔ الضعیف (منجد) (۵) مردیکہ نہ ولد باشد او را نہ والد (منتہی الارب) (۶) خود قرآن شریف نے کلالہ کے اس جگہ یہ معنے کئے ہیں۔ ان امرء ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت۔ جو مر جائے۔ اور اس کا کوئی لڑکا نہ ہو۔ بہن وغیرہ ہو۔ ان معنوں کے معلوم ہونے کے بعد ہم بوجوہات ذیل کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ کلالہ تھے۔ (۱) آپ کا والد نہ تھا۔ اور آپ نے حالت یتیمی میں پرورش پائی۔ (۲) کوئی بیٹا بھی نہ تھا۔ (۳) آپ کی بہن آسیا اور لیدیا وغیرہ تھیں۔ (۴) ہم تو نہیں کہتے۔ مگر ابن اللہ کہنے والے اور خدا کا اکلوتا ماننے والے غور کریں۔ کہ ساری عمر میں بارہ۱۲ حواری اور انہیں سے بھی اول نمبر کا یہ حال کہ ایک رات میں تین بار لعنت کرے اور اپنی علیحدگی کا اظہار کرے۔ اور دوسرا تیس روپے لیکر گرفتار کرا دے۔ کیا یہ ضعف نہیں؟ (۵) حضرت مسیحؑ اس لحاظ سے بھی کلالہ ہیں۔ کہ آپ کے بعد وہ فیضان الٰہی اور نبوت کا چشمہ جو آپ کے خاندان میں حضرت موسیٰؑ سے جاری ہوا تھا۔ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ اور نبوۃ بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہو گئی۔

مسیح دو ہیں

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیحؑ چونکہ کلالہ تھے۔ اس لئے ان کے ذکر کے ساتھ ہی کلالہ کے ورثے کا ذکر فرما دیا۔ یہ تو وہ مسیح ابن مریم ہیں۔ کہ جن پر طرح طرح کے بہتان لگائے گئے۔ جیساکہ پہلے رکوعوں میں ذکر ہو چکا ہے۔ اور جو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل اور کلالہ تھے۔ مگر ایک ابن مریمؑ وہ ہیں جن کی ایک خاص علامت یتزوج ویُولد لہٗ سرورِ کونینؐ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ دنیا میں تشریف لائینگے۔ شادی کرینگے۔ اور اُن کے ہاں اولاد ہوگی۔

اب ہر عقلمند سوچ سکتا ہے۔ کہ ایک نام کے دنیا میں سینکڑوں نہیں ہزاروں اشخاص مل سکتے ہیں۔ مگر حلیہ شکل وصورت۔ علامات ہر ایک کی الگ الگ ہوتی ہیں۔ اور انہی کے ذریعے ان میں تمیز اور شناخت کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہر دو مسیحؑ بلحاظ حلیہ شکل و شباہت کے الگ الگ ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک سُرخ رنگ۔ لمبا قد۔ گھنگریالے بالوں والا جیساکہ عموماً شامی لوگوں کا حُلیہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا گندم گوں۔ درمیانہ قد۔ سیدھے بالوں والا۔ اب غور کرنے کی بات ہے۔ کیا یہ مختلف حُلیے ایک انسان کے ہو سکتے ہیں؟

حیاتِ مسیحؑ کے قائل مسلمان یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ۳۳ برس کی عمر میں حضرت مسیحؑ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ اس عمر تک انہوں نے نہ شادی کی۔ اور نہ آپ کے کوئی اولاد ہوئی۔ رہا یہ امر کہ جب وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تو شادی کرینگے اور اولاد ہوگی۔ یہ بعید از عقل ہے۔ کہ اس پیری کے عالم میں شادی کریں۔ بلکہ یہ خدائی علم کے منافی بھی ہے خدائے عالم الغیب جس سے کہ نہ آسمان کی کوئی چیز اور نہ زمین کی کوئی شے مخفی ہے۔ وہ مسیحؑ کی نسبت کلالہ کا حکم فرماتا ہے۔ یعنی جیسے مسیحؑ کا کوئی باپ نہیں۔ ویسے خدائی علم میں ان کا کوئی بیٹا بھی نہیں۔ اگر واقعہ میں مسیحؑ اسرائیلی نے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آنا ہوتا۔ شادی کرنی ہوتی اور ان کے ہاں اولاد ہونی ہوتی۔ تو خدا اپنی پاک کتاب میں انکی نسبت کلالہ نہ فرماتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ مسیح اسرائیلی جو کلالہ تھے۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور امت محمدیہ کے لئے اُس مسیحؑ نے آنا ہے۔ جو صاحبِ اولاد ہے۔

کاش میرے مسلمان بھائی غور کریں۔ اور اُس مسیحؑ کی انتظار چھوڑ کر جو کلالہ تھا۔ مسیح محمدی کی اطاعت کریں۔ جسے خدا تعالےٰ نے سرورِ کونینؐ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت "محمود" سا "اولوالعزم" "جس سے پاک" "مسیحی نفس" "بیٹا" عطا فرمایا۔ جو اس وقت مسند خلافت پر متمکن ہے۔ اور دن رات اُنکی بہتری اور بہبودی کی طرف متوجہ ہے۔

(خاکسار محمد عبد اللہ۔ مولوی فاضل۔ ڈیرہ بابا نانک)

چکوال میں ایک احمدی کی تکالیف

ہمیں اطلاع پہنچی ہے۔ کہ چکوال ڈسٹرکٹ ہسپتال کے احمدی کمپونڈر کو محض احمدی ہونیکی وجہ سے سخت تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ اور باوجود مقامی احمدیوں کی متفقہ درخواست کے وہ شخص جو تکالیف کا باعث ہے۔ اپنے رویہ میں تبدیلی کرنے پر آمادہ نہیں ہوا ہم نہیں سمجھتے۔ سرکاری ملازمت میں مذہبی اختلاف کی بنا پر ضد اور تعصب سے کام لینا کیونکر جائز ہے۔ ہر محکمہ میں مسلمان ہندوؤں سے نالاں ہیں۔ کہ انہیں تنگ کرتے اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ خود مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے سے اختلاف رکھنے والے کسی دوسرے مسلمان کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور اپنے ماتحتوں کے متعلق نہایت شرمناک طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔

ہم بیشتر اس کے کہ افسرانِ بالا کو اس طرف توجہ دلائیں۔ چاہتے ہیں کہ یہ شکایت رفع کر دیجائے۔ اور زور آزمائی کیلئے ایک معمولی درجہ کے ماتحت کو منتخب نہ کیا جائے۔ لیکن اگر اسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تو ہم ذمہ دار حکام تک معاملہ

محصّلین نظارت بیت المال کو ہدایات

کمیشن کی سفارش پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محصلوں کے کام کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ "آئندہ محصل کا کام چندہ بھیجنا نہیں ہوگا۔ یہ مقامی سکرٹری کا کام ہے۔ وہ جتنا زیادہ چندہ وصول کریگا۔ اس کی تعریف کا وہی مستحق ہوگا۔ محصل کا کام آمد کی تشخیص ہوگا۔ ہاں جہاں کے متعلق یہ معلوم ہو۔ کہ مقامی افراد میں اختلاف کی وجہ سے چندہ وصول نہیں ہوتا۔ وہاں جا کر محصل چندہ وصول کرے"

اس فیصلہ کے ماتحت محصل کا کام وصولی چندہ نہیں ہے بلکہ تشخیص بجٹ ہے۔ اور یہی کام بیت المال کے محصل کر رہے ہیں۔ اب چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ "شایع ہو چکی ہے۔ اس لئے محصلوں کو بذریعہ اخبار ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ اس تحریک کے کامیاب بنانے کیلئے مندرجہ ذیل ہدایات کی پابندی کریں۔

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ارشاد ہے۔ کہ علاوہ معمولی کارکنوں کے سب جماعتیں خاص کارکن اس غرض کیلئے مقرر کریں۔ کہ یہ چندہ (چندہ عام۔ چندہ خاص۔ چندہ جلسہ سالانہ) پورا کا پورا ستمبر اور اکتوبر میں وصول ہو جائے۔ اور کوئی بقایا نہ رہے" محصلوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ایک دورہ اپنے اپنے حلقوں میں جلد جلد کر جاویں جس میں یہ دیکھیں کیا حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت ہر ایک جماعت میں ایسے کارکن مقرر کر لئے گئے ہیں؟ اور اگر کسی جماعت نے نہ مقرر کئے ہوں۔ تو خود جماعت کا اجلاس کر کے ایسے کارکن مقرر کرا دیں۔ اور اسکی تفصیلی رپورٹ بیت المال میں بھیج دیں۔ اس غرض کیلئے بیت المال نے ایک چٹھی تحریک کے ساتھ بھیجی ہے۔ اس کا جواب جماعتوں کی طرف سے بھجوادیں۔ یعنی اپنی رپورٹ کے ماسوا بیت المال کی اس چٹھی کی خانہ پری کرا کر بھی بھجوا دیں۔ یاد رہے۔ کہ محصلوں کو اپنے تمام حلقہ کا یہ دورہ جلد تر ختم کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کے حلقہ کی جماعتیں کام جلد تر شروع کریں۔

(۲) تمام جماعتوں کو یہ سمجھا دیا جائے۔ کہ یہ چندہ صرف ماہ ستمبر اور اکتوبر کے اندر اندر پورا کرنا ہے۔ جو جماعتیں اپنے ماہ ستمبر اور اکتوبر کے چندہ عام اور چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کو کم سے کم اپنی مقررہ رقم کے برابر پورا کریگی۔ ان کا ہی بجٹ پورا سمجھا جائیگا۔ جس جماعت کا چندہ عام ان دو ماہ میں پورا نہ آئیگا۔ لیکن وہ چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کو مطابق شرح پورا کریگی۔ ان کا بجٹ پورا نہ سمجھا جائیگا۔ پس یہ بات وضاحت سے ذہن نشین کی جائے۔ کہ چندہ عام۔ چندہ خاص۔ اور چندہ جلسہ سالانہ کی جو جو رقوم ماہ ستمبر اور اکتوبر کے لئے مقرر کیگئی ہیں۔ جنکی اطلاع ہر ایک جماعت کو کیگئی ہے۔ ان کے پورا ہونے پر ان دو ماہ کا بجٹ پورا سمجھا جائیگا۔

(۳) روپیہ ارسال کرتے وقت جماعتوں کو سمجھا دیں۔ کہ کوپن پر تفصیل بھی دیجائے۔ کہ اس قدر روپیہ چندہ عام ماہ ستمبر یا اکتوبر ہے۔ اور اس قدر چندہ حصہ آمد موصیوں کا ہے۔ نیز موصیوں کے نام اور نمبر وصیت بھی ضرور ساتھ ہو۔ اور چندہ خاص اس قدر ہے۔ اور چندہ جلسہ سالانہ اس قدر ہے۔ تاکہ دفتر میں غلط رقم داخل نہ ہو۔ یہ بھی ہدایت کریں۔ کہ کوئی جماعت مجموعی رقم ان چندوں کی بھیجکر یہ نہ لکھے۔ کہ دفتر محاسب خود تقسیم کرے۔ کیونکہ اس طرح ممکن ہے۔ کہ انکی رقم غلط داخل ہو۔ اور انکے ذمہ دفتر بیت المال مطالبہ قائم رکھے۔ اگر کسی جماعت نے ایسا کیا۔ تو اسکی ذمہ واری اس جماعت پر ہوگی۔ دفتر محاسب بری الذمہ ہوگا

(۴) محصلوں اور کارکنوں کو یہ بتانے کیلئے کہ کس طرح ان چندوں کو احباب سے وصول کرنا ہے۔ ذیل کی مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے (۱) جس دوست کی ماہوار آمدنی ایکسو روپیہ ہو اور وہ موصی نہ ہو۔ اس سے ماہ ستمبر میں چندہ عام سوا چھ روپیہ اور چندہ خاص سوا چار روپیہ اور چندہ جلسہ سالانہ ساڑھے سات روپیہ لیا جائے۔ یہ کل رقم ۱۸ روپیہ ہوگی۔ اسی طرح اس تفصیل سے ماہ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں چندہ وصول کیا جائیگا۔ (۲) موصی کیلئے جس کی آمدنی ایکسو روپیہ ہو۔ اس سے چندہ حصہ آمد دس روپیہ اور چندہ جلسہ سالانہ ساڑھے سات روپیہ اور چندہ خاص آٹھ آنہ کل ۱۸ روپیہ ماہ ستمبر میں لئے جائینگے۔ اور اسی تفصیل سے چندہ ماہ اکتوبر میں اٹھارہ روپیہ وصول ہونے چاہئیں۔ سو جن موصیوں کی وصیت چندہ حصہ آمد ۱/۹ یا اس سے بھی زیادہ حصہ کی ہے۔ ان سے چندہ خاص نہیں لیا جائیگا۔ بلکہ صرف ایک سو روپیہ

(باقی)

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

——— ڈھاکہ کے فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی نے جو پٹنہ ہائی کورٹ کے جسٹس ایل ۔ سی ۔ رو ہا اور مسٹر الیف ۔ اے پیچے رکن بورڈ آف ریونیو بنگال پر مشتمل تھی ۔ اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے ۔ کمیٹی کا خیال ہے ۔ کہ ہندو اور مسلمانوں میں عناد کی بڑی وجہ اقتصادی اسباب ہیں ۔ کمیٹی کی رائے یہ ہے ۔ کہ پولیس نے اپنا فرض خوف اور رعایت کے بغیر انجام دیا ہے ۔ اور مجموعی طور پر بہت عمدہ کام کیا ہے ۔ کمیٹی کے خیال کے مطابق بیشتر لڑائیاں غیر تعلیم یافتہ طبقوں کے درمیان ہوتی تھیں ۔ کمیٹی ایک ڈیفینس سکیم کی سفارش کرتی ہے ۔ اور تجویز کرتی ہے ۔ کہ ڈھاکہ سوار پولیس کا بھی ہیڈ کوارٹر ہو ۔ پولیس والوں کی اپنی موٹر لیس ہوں ۔ ریزرو مسلح پولیس کبھی بھی ایک سو سپاہیوں سے کم نہ ہو ۔ کمیٹی کی رائے میں یہ مناسب نہیں ۔ کہ ڈھاکہ کے باشندے ایڈیشنل پولیس کے اخراجات برداشت کریں ؛

——— رائٹر کا ایک پیغام مظہر ہے ۔ کہ مسٹر سکلات والا جو ہندوستانی ہیں اور عرصہ سے لندن میں بود و باش رکھتے ہیں ۔ پارلیمنٹ کے ممبر بھی رہ چکے ہیں ۔ کو سرکاری طور پر اطلاع دیدی گئی ہے ۔ کہ ہندوستان میں ان کے داخلہ پر جو پابندیاں عائد ہیں ۔ وہ دور نہیں کی جائیگی ؛

——— پونا ۔ ۲۵ راگست ۔ پولیس نے تلک مندر پر جو ستیہ گرہیوں کا صدر مقام بنا ہوا تھا ۔ چھاپہ مار کر رضاکاروں کو گرفتار کیا ۔ اور بہت سے کاغذات ضبط کر کے مندر کو تالا لگا دیا ۔ ہندو شور مچانے لگے ۔ کہ ایک معبد پر پولیس نے حملہ کیا ۔ لیکن اس کی ذمہ داری انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے ۔ جنہوں نے مندر کو حکومت کی مخالفت کا اڈا بنایا ۔

——— الہ آباد ۔ ۲۷ راگست ۔ آل انڈیا اچھوت اقوام کی سپیشل کانفرنس کے اجلاس میں جو زیر صدارت مہنت تغیر داس چھتے دار گجرات منعقد ہوا ۔ ایک قرارداد منظور ہوئی ۔ جس میں سول نافرمانی کی تحریک کی پُر زور مذمت کی گئی ۔ اور اعلان کیا گیا ۔ کہ نام نہاد آل انڈیا اچھوت اقوام کی کانگریس کمیٹی ایک جعلی جماعت ہے ۔ جس پر اچھوتوں کو کوئی اعتماد نہیں ۔ نیز اعلان کیا گیا ۔ کہ چونکہ چھوت چھات ابھی تک دور نہیں کی گئی ۔ اس لئے ہندوستان درجہ مستعمرات کے قابل نہیں ہے ۔ جو ہندو جو اہل ہند کی ایک بہت بڑی تعداد کو انسانی حقوق دینے کے لئے بھی تیار نہیں ۔ وہ کس منہ سے سوراجیہ طلب کرتے ہیں ۔

——— شملہ ۔ ۱۷ راگست ۔ دتا خیل کے نزدیک دشمن کے لشکر کا سُراغ نکالنے کے لئے میران شاہ سے ایک ہوائی جہاز روانہ ہوا ۔ رزمک کے مغرب میں اس پر فائر ہوئے ۔ خرلاچی کے شمال میں منگلوں کا ایک لشکر موٹر کاروں پر بدستور حملے کر رہا ہے ۔ اس نے انگریزی سرحد میں مورچہ بنا لیا ہے ؛

——— امرتسر ۔ ۲۶ راگست ۔ پولیس نے آج جلیانوالہ باغ پر چھاپہ مارا ۔ اور نوجوان بھارت سبھا ۔ کانگریس کی جنگی کونسل اور رضاکاروں کے کیمپوں کی تلاشی لیکر کپڑے سائن بورڈ سائیکل وغیرہ جو کچھ وہاں ملا ضبط کر لیا ؛

——— کلکتہ ۔ ۲۶ راگست ۔ پرائمری تعلیم کا مسودہ قانون نعرہ ہائے تحسین کے درمیان منظور ہو گیا ۔ اور ہندو ممبروں کے واک آؤٹ کی کوئی پرواہ نہ کی گئی ؛

——— پٹنہ ۔ ۲۵ راگست ۔ پولیس نے ایک قرقی کے وارنٹ کے ساتھ مسٹر حسن امام کی جائے سکونت پر پہنچ کر دو سو روپیہ جرمانہ وصول کیا ۔ یہ جرمانہ بیگم صاحبہ حسن امام کو سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلے میں ہوا تھا ۔

——— امرتسر ۔ ۲۶ راگست ۔ رام باغ کے تھانہ کے پاس ایک اٹھارہ سالہ مسلمان لڑکے کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں اس کی دوکان پر بم پھٹنے سے اڑ گئیں ۔ اور اسے اور بھی زخم آئے ۔ اسے فی الفور ہسپتال پہونچایا گیا ۔ جہاں اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا ۔ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ اس کی زندگی خطرے میں نہیں رہی ۔

——— کلکتہ ۔ ۲۵ راگست ۔ پولیس کمشنر پر بم پھینکنے کے حادثہ کی عام طور پر مذمت کی جارہی ہے ۔ تلاشیوں کے نتیجہ پر ایک کتاب برآمد ہوئی ہے ۔ جس میں دہشت پھیلانے والوں کی انجمن کے اُن ارکان کی فہرست مندرج ہے ۔ جو کلکتہ اور بنگال کے دوسرے حصوں میں دہشت پھیلانے کے منصوبے کر رہے ہیں ۔ اس وقت تک کل ۲۰ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں ۔ یہ سب شرقی بنگال کے باشندے ہیں ۔ وائسرائے نے سر چارلس ٹیگارٹ کو محفوظ رہنے پر مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے ؛

——— کلکتہ ۔ ۲۶ راگست ۔ شہر کے شمالی حصہ میں آج رات نو بجے جوڑا گھن تھانہ پر بم پھینکا گیا ۔ دو آدمی زخمی ہوئے ۔ کلکتہ میں یہ وبا بُری طرح پھیلتی نظر آتی ہے ؛

——— الہ آباد ۔ ۲۷ راگست ۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے بذریعہ تار اعلان کیا ہے ۔ کہ ہندو اخبارات نے میری تصنیف پر اس لئے حملے کئے ہیں ۔ کہ اس میں مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت نظام حکومت ۔ اور مذہب کے متعلق عظمت و تفضیلت کا اظہار کیا گیا ہے ۔ ایک حنفی مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں ۔ ہماری متبرک شریعت ۔ ہمارے علما کا تقدس اور شہنشاہ اورنگزیب کی عظمت میرے اعتقاد و مسلک کا ایک بنیادی جزو ہے ۔

——— قاہرہ ۔ ۲۵ راگست ۔ حجام کی شکل میں ایک خدمتگار جو ایک تیز کلہاڑی سے مسلح تھا ۔ ٹرین کے اس ڈبے کے برآمدے میں پایا گیا جس میں وزیر اعظم صدقی پاشا سکندریہ سے قاہرہ کو جارہے تھے ۔ اس شخص کو گرفتار کر لیا گیا ۔ یقین کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ وزیر اعظم پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہتا تھا ۔ اس کا باپ طاہر بے جو ایوان مجلس شوریٰ کا مندوب تھا ۔ انگریزوں کا پکا حامی ہے ۔

——— شملہ ۔ ۲۵ راگست ۔ ٹریبیون کا نامہ نگار خصوصی بیان کرتا ہے ۔ کہ نواب صاحب بھناری نے پنڈت موتی لال نہرو کی فوری رہائی کے لئے بہت زور دیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی شملہ کے حکام نے بھی تشویش کا اظہار کیا ہے ۔ اس لئے یہاں یقین کیا جاتا ہے ۔ کہ پنڈت جی کو عنقریب رہا کر دیا جائیگا ۔ شدید علالت کی حالت میں جبکہ وہ سیاسی سرگرمیوں کے قابل نہ ہوں ۔ رہا کر دینا بہت مناسب ہوگا ۔

——— حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے ۔ کہ فیروز پرنٹنگ پریس سے سائمن رپورٹ کی سفارشات کے اردو ترجمہ کی مطبوعہ جلدیں خرید کر دیہات میں مفت تقسیم کی جائیں ۔ یہ کام اس سے بہت پہلے ہونا چاہیے تھا ؛

دہلی ۔ ۲۷ راگست ۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس پورے تین بجے شروع ہوا ۔ پالیس نصف گھنٹہ بعد آئی ۔ اور دس ممبروں کو جو جلسہ میں شریک تھے ۔ گرفتار کر لیا کیونکہ گورنمنٹ ورکنگ کمیٹی کو خلاف قانون قرار دے چکی ہے ۔ گرفتار ہونے والوں میں ڈاکٹر انصاری (صدر) پنڈت مالوی ۔ مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی ۔ مسٹر دیپ نرائن سنگھ ۔ مسٹر شیکم جی چوہدری افضل حق ۔ لالہ دونی چند ۔ سردار منگل سنگھ ۔ ڈاکٹر بدھان چند رائے ۔ مسٹر راجہ شامل ہیں ۔ مسز ہنس مہتہ اور مسٹر جواہر لال جو ورکنگ کمیٹی کی ممبر ہیں ۔ گرفتار نہیں کیا گیا ۔ لیڈروں کو سنٹرل

——— رو پڑ میں خاکروبوں نے ہندوؤں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے اور کام کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔ شہر کا صفائی کا کام کانگریس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے ۔ عورتیں اور مرد والنٹیر صفائی کا کام خود کرتے ہیں ۔ اور وہ ٹٹیاں بھی صاف کرتے ہیں ۔ ڈی ۔ سی ۔ او ۔ نے شہر کے معززین کی ایک میٹنگ کی ۔ اور کہا ۔ کہ ہیضہ کے مطالبات پورے کر کے ہڑتال کا خاتمہ کر دیں ۔ نہیں تو شہر میں ہیضہ پھیلنے کا خطرہ ہے ۔ میٹنگ کسی فیصلہ پر پہونچنے کے بغیر منتشر ہو گئی

——— لندن ۔ ۲۵ راگست ۔ لندن کا اخبار مانچسٹر گارڈین لکھتا ہے ۔ کہ مراعات کا دیا جانا ۔ اگرچہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ہے ۔ لیکن یہ بات اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے ۔ کہ طاقت کے زور سے ہندوستان پر اپنا قبضہ قائم رکھا جائے ۔ اور اس کا مستقبل ہندوؤں اور سکھوں سے بنایا جائے گا الفضل کے ایڈیٹوریل کالموں میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ۔ یہ ان کی پوری پوری تصدیق ہے ۔

(رحمت الحق قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)